

فوری حل کی چکاچوند میں مقصد سے بیگانگی

حقیقی نشوونما اس میں نہیں ہے کہ ہم کتنی جلدی مسائل حل کرتے ہیں، بلکہ اس میں ہے کہ ہم کتنی دانشمندی سے ان کا سامنا کرتے ہیں۔ جب ہم بہانوں، جھوٹ یا شارٹ کٹس (Shortcuts) کے ذریعے فوری سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو ہم محض وقتی راحت کے لیے اپنے مستقبل کا سودا کر دیتے ہیں۔ حوصلہ دراصل اس صلاحیت کا نام ہے کہ انسان ٹھہر سکے، تکلیف کو برداشت کرے اور اس راستے کا انتخاب کرے جو سچائی کے عین مطابق ہو۔ درست حل وہ نہیں ہوتا جو سب سے تیز ہو، بلکہ وہ ہے جو اس شخصیت کی حفاظت کرے جو ہم بننے جا رہے ہیں۔

میں نے ایک بار بڑے فخر سے کہا تھا، "میں مسائل کو لٹکنے نہیں دیتا، بلکہ انہیں فوراً حل کر دیتا ہوں"۔ انہوں نے میری بات سے اختلاف نہیں کیا، بلکہ ایک مختلف سوال پوچھا، "آپ اس وقت کیا کرتے ہیں جب مسئلہ حل کرنا ہی خود ایک مسئلہ بن جائے؟"

پہلے تو میں سمجھ نہ سکا، پھر انہوں نے وضاحت کی کہ انسان غیر حل شدہ تناؤ کے ساتھ رہنے میں شدید بے چینی محسوس کرتا ہے۔ جب بھی کچھ غلط ہوتا ہے — خواہ وہ کوئی تنازعہ ہو، الزام ہو، غلطی ہو یا خوف — تو ہماری جبلت فوری راحت چاہتی ہے۔ وہ پکارا اٹھتی ہے، "اسے ابھی ختم کرو"۔

چنانچہ، ہم اس حل کی طرف لپکتے ہیں جو سب سے تیز اثر دکھائے۔ معاملات کو سنبھالنے کے لیے ایک چھوٹا سا جھوٹ، اپنی ساکھ بچانے کے لیے کوئی من گھڑت کہانی، الزام سے بچنے کے لیے دفاعی وضاحت، یا ضمیر کی آواز کو دبانے کے لیے کوئی جواز۔

انہوں نے کہا، "اس لمحے آپ خود کو بہت ہوشیار، باصلاحیت اور حالات پر قابو رکھنے والا محسوس کرتے ہیں"۔ پھر وہ تھوڑی دیر کے لیے رکے اور اضافہ کیا، "لیکن یاد رکھیں، آپ نے محض عارضی سکون کے لیے اپنی بصیرت کو قربان کر دیا"۔ انہوں نے واضح کیا کہ فوری حل کبھی بھی غیر جانبدار نہیں ہوتے۔ وہ صرف آپ کے سامنے موجود مسئلے کو حل نہیں کرتے، بلکہ وہ خاموشی سے آپ کی شخصیت کو ڈھالتے ہیں اور یہ طے کرتے ہیں کہ آپ کس چیز کی قربانی دے رہے ہیں۔

ان کا کہنا تھا، "جب آپ کسی مشکل گفتگو سے بچنے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں، تو آپ صرف اس صورت حال کو نہیں سنبھال رہے ہوتے، بلکہ آپ، اپنے آپ کو سچائی سے کترانے کی تربیت دے رہے ہوتے ہیں"۔ میں نے اعتراض کیا کہ "لیکن بعض اوقات حالات کو سنبھالنا (Manage) ضروری ہوتا ہے"۔ انہوں نے جواب دیا، "حالات کو سنبھالنا اور حقیقت سے فرار اختیار کرنا ایک بات نہیں ہے"۔ "خطرہ مسائل حل کرنے میں نہیں ہے، بلکہ اس بات میں ہے کہ ہم انہیں کیسے اور کیوں حل کر رہے ہیں"۔

انہوں نے مزید کہا، "اگر آپ کا بنیادی مقصد صرف اپنی تکلیف کو دور کرنا ہے، تو آپ ہمیشہ مختصر ترین راستہ اختیار کریں گے — خواہ وہ آپ کو، آپ کی طویل مدتی منزل سے دور ہی کیوں نہ لے جائے"۔ انہوں نے ایک سادہ سی مثال دی، "ایک طالب علم جس نے امتحان کی تیاری نہیں کی"، "وہ سچ ماننے کے بجائے بہانے تراشتا ہے۔ فوری طور پر تو مسئلہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن ایک عادت جڑ پکڑ لیتی ہے"۔ اگلی بار بہانہ زیادہ تیزی سے ذہن میں آتا ہے، ضمیر کی آواز مدہم پڑ جاتی ہے اور دور اندیشی، اہلیت، نشوونما اور عزت نفس جیسے اوصاف آہستہ آہستہ ختم ہونے لگتے ہیں

ان کا کہنا تھا کہ "یہی وہ اصل قیمت ہے جو ہم ادا کرتے ہیں — آج کی شرمندگی نہیں، بلکہ کل کا کردار (Character)"۔ انہوں نے وضاحت کی کہ لوگ اچانک اپنے راستے سے نہیں بھٹکتے، بلکہ یہ عمل رفتہ رفتہ ہوتا ہے۔ "ہر بار جب آپ طویل مدتی ہم آہنگی کے بجائے فوری حل کو ترجیح دیتے ہیں، آپ اپنے اصل راستے سے چند ڈگری ہٹ جاتے ہیں"۔ شروع میں یہ تبدیلی نظر نہیں آتی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ آپ ایک ایسی جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں جانے کا آپ نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اس لمحے میں ان دونوں کے درمیان فرق کیسے پہچانا جائے؟

انہوں نے ایک سادہ سا اصول بتایا: "جب بھی آپ کے اندر کسی چیز کو فوراً ٹھیک کرنے کی تڑپ اٹھے، تو ایک لمحے کو روک اور خود سے پوچھیں: کیا یہ عمل میرے مستقبل کی حفاظت کر رہا ہے یا میرے وقتی سکون کی؟" وہ مسکرائے اور بولے، "آپ کا وجود پہلے سے ہی اس کا جواب جانتا ہے۔"

انہوں نے مجھے ایک ایسے شخص کی کہانی سنائی جس پر کام کی جگہ پر غلط الزام لگایا گیا تھا۔ وہ اپنی جان چھڑانے کے لیے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر سکتا تھا۔ لیکن اس کے بجائے اس نے کہا، "مجھے اس معاملے کی صحیح وضاحت کے لیے وقت چاہیے۔" اس سے تناؤ ختم نہیں ہوا، بلکہ مزید بڑھ گیا۔ "لیکن،" انہوں نے کہا، "اس کی دیانت داری برقرار رہی اور طویل عرصے میں اس کی ساکھ (Credibility) بھی محفوظ رہی۔"

انہوں نے واضح کیا کہ دورانِ لیبی کے لیے تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ ضروری ہے۔ "آپ کو غیر حل شدہ مسائل کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار رہنا چاہیے"، "معاملات کو غیر واضح رہنے دینا چاہیے اور راحت حاصل کرنے میں تاخیر کرنی چاہیے۔" یہی انتظار کرنے، برداشت کرنے اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت ہی محض 'بقا' اور 'حقیقی نشوونما' کے درمیان فرق کرتی ہے۔

جب گفتگو ختم ہوئی، تو انہوں نے ایک ایسی بات کہی جس نے میرا نظریہ ہی بدل دیا۔ انہوں نے کہا، "حل خطرناک نہیں ہوتے، بلکہ حقیقت سے آنکھیں چرانا خطرناک ہے۔" انہوں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا، "جب آپ یہ پوچھنا چھوڑ دیتے ہیں کہ آپ کے 'حل' کی آپ کو کیا قیمت چکانی پڑ رہی ہے، تو آپ ایک دورانِ لیبی (Visionary) رہنے کے بجائے محض ایک 'فائر فائٹر' (Firefighter) بن جاتے ہیں۔ جو ہمیشہ آگ بجھانے میں مصروف رہتا ہے لیکن تعمیر کچھ نہیں کرتا۔"

تب مجھے احساس ہوا کہ ہر مسئلہ فوری حل کا تقاضا نہیں کرتا۔ کچھ مسائل سچائی مانگتے ہیں، کچھ صبر اور کچھ مسائل بے چینی میں ثابت قدم رہنے کا حوصلہ مانگتے ہیں۔ اور شاید سب سے بڑی تربیت (Discipline) یہ سیکھنا ہے کہ کب کسی چیز کو ٹھیک کرنے کے بجائے اسے صرف 'دیکھنا' ہے۔